سیرت سیّدنا امیر معاویہ

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی محمد احتشام قادری

www.facebook.com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: سیرتِ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی، مفتی محمد احتشام قادری

عددِ صفحات: ۱۷

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

00971559421541:

00923458090612 :

دار اہل السنۃ لتحقیق الکتب والطباعۃ والنشر

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۵ھ/۲۰۲۴ء

سیرتِ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چمکتے ستاروں کی مانند ہیں

برادرانِ اسلام! "صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وُجودِ مسعود ہمارے لیے رحمتوں، برکتوں اور آسانیوں کا سبب ہے، وہ ان چمکتے ستاروں کی مانند ہیں جو کفر وشرک اور اِلحاد کی تاریکیوں میں بھٹکتے مسافروں کو، صراطِ مستقیم پر لانے کا ذریعہ بنتے ہیں، اسلام کے جس تَن آوَر، مضبوط اور وسیع وعریض درخت کے سائے میں، ہم آج پناہ لیے ہوئے ہیں، ان مقدّس ہستیوں نے اس کی آبیاری اپنے خونِ جگر سے کی ہے، صرف یہی نہیں بلکہ اس دین متین کو زمانے کی تُند وتیز ہواؤں اور طوفانوں سے بچانے کے لیے، اپنا گھربار، جان ومال، عزّت وآبرُو، دنیاوی مَناصب، حتی کہ عزیز واَقارِب کو بھی راہِ خدا عزّوجلّ میں قربان کرنے سے گریز نہیں کیا۔

ان حضرات مقدّسہ نے غربت واِفلاس کی زندگی گزاری، کفّار ومشرکین کے

ظلم وستم کا سامنا کیا، تپتی ریت اور دہکتے گرم انگاروں پر انہیں لِٹایا گیا، میدانِ جنگ میں تیروں، تلواروں اور نیزوں کے زخم برداشت کیے، لیکن قربان جائیے کہ ان کے پایۂ استقلال میں رَتی برابر بھی لغزش نہ آئی، اور سب کچھ لُٹ جانے کے باوُجود بھی، ان حضرات نے اسلام کا دامنِ کرم ہاتھ سے نہ جانے دیا، یہی وجہ ہے کہ انہیں دنیا ہی میں ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾[1] "اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی" کے فرمان کی سندِ لازوال عطا کر دی گئی، انہیں فلاح وکامرانی کی نوید دے کر، دُخولِ جنّت کا مژدۂ جانفزا سنا دیا گیا!۔

ان حضرات مقدّسہ کی خوش بختی کی معراج یہ کہ وہ شب وروز مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے شربتِ دیدار سے فیضیاب ہوتے رہے، ان کی صحبتِ بابرکات میں اٹھتے بیٹھتے رہے، یہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے قرآن کریم نازل ہوتے دیکھا، رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو اپنے کانوں سے براہِ راست سنا، اور سن کر یاد کر لیا؛ تاکہ «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً»[2] "پہنچا دو میری طرف سے، اگرچہ ایک ہی آیت ہو" کے مِصداق ٹھہر سکیں۔ دینِ اسلام کی تمام تر تعلیمات واَحکام، جن پر آج ہم عمل کی کوشش کرتے ہیں، انہی حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے طفیل ہم تک پہنچے ہیں!"[3]۔

---

(١) پ ١١، التوبة: ١٠٠.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ر: ٣٤٦١، صـ٥٨٢. و"سنن الترمذي" أبواب العلم، باب ما جاء في الحديث عن بني إسرائيل، ر: ٢٦٦٩، صـ٦٠٥، ٦٠٦. [قال أبو عيسى:] "وهذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(٣) "عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کرام" خاتمۃ الکتاب، ص٣٣٩، ٣٤٠۔

حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادتِ باسعادت اور قبولِ اسلام

انہی حضراتِ مقدّسہ میں ایک ممتاز ہستی حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ذاتِ گرامی بھی ہے، حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ بن ابو سفیان اُمَوی قریشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بعثتِ نبوی سے پانچ ۵ برس پہلے پیدا ہوئے۔ حضرت امام محمد بن عمر واقدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ "مُعاویہ صُلحِ حدَیبیہ کے بعد ہی مسلمان ہو گئے تھے، لیکن انہوں نے اپنا اسلام لوگوں سے مخفی رکھا، اور فتحِ مکّہ کے موقع پر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر دیا"[(۱)]۔

حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شخصیت

عزیزانِ محترم! حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نہایت شاندار شخصیت کے مالک تھے، حضرت سیّدنا خالد بن مَعدان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ "حضرت امیر مُعاویہ طویلُ القامَت تھے، اور آپ کا رنگ گورا تھا"[(۲)]۔

حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مقام ومرتبہ

حضراتِ گرامی قدر! حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شمار بڑے بڑے جلیل القدر صحابۂ کرام میں ہوتا ہے، احادیثِ مبارکہ میں آپ کے متعدّد فضائل وارِد ہیں، جن سے حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مقام ومرتبہ کا خوب اندازہ لگایا جاسکتا ہے!۔

سیّدنا امیر معاویہ کے حق میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی دعا

عزیزانِ مَن! حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہ خوش بخت صحابئ رسول ہیں، جن کے ہادی ومَہدی (ہدایت یافتہ) ہونے کے لیے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بنفسِ نفیس دعا فرمائی، حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن ابی عمیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بسندِ حسن

---

(١) "الإصابة في تمييز الصحابة" معاوية بن أبي سفيان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، تحت ر: ٨٠٨٧، ٦/ ١٢٠.

(٢) المرجع نفسه.

روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے اس طرح دعا فرمائی: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِياً مَهْدِيّاً وَاهْدِ بِه!»[1] "اے اللہ! مُعاویہ کو ہادی، مَہدی (ہدایت یافتہ) اور دوسروں کے لیے ذریعۂ ہدایت بنا!"۔

اس حدیثِ پاک کی شرح میں مُلّا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "تو وہ جس کی ایسی حالت ہے، اُس کے بارے میں کیسے شک کیا جاسکتا ہے"[2] کہ وہ ہدایت پر نہ ہو؟!

وسیع سلطنت اور مختلف شہروں پر حکومت کی دعا

حضرت سیّدنا مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کم وبیش چالیس ۴۰ برس ملکِ شام کے حاکم رہے، آپ کی یہ وسیع سلطنت اور مختلف شہروں پر مضبوط حکمرانی بھی دعائے رسول کا نتیجہ ہے، حضرت سیّدنا مسلَمہ بن مُخلَّد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے اس طرح دعا کی: «اللَّهُمَّ مَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلاَدِ، وَقِهِ سوءَ العذاب!»[3] "اے اللہ! مُعاویہ کو شہروں کی حکومت عطا فرما، اور اسے بُرے عذاب سے بچا!"۔

علمِ قرآن اور علمِ حساب پر عبور

حضراتِ ذی وقار! مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا کی برکت سے حضرت امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو علمِ قرآن اور علمِ حساب عطا ہوا، حضرتِ سیّدنا عرباض بن ساریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

---

(١) "مُسند الإمام أحمد" مسند الشامين، حديث عبد الرحمن بن أبي عميرة، ر: ١٧٩١٥، ٦/ ٢٦٦. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٨٤٢، صـ٨٦٩. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ غريب". و"مُسند الشّاميين" للطَبَراني، سعيد عن يونس بن ميسرة، ر: ٣١١، ١/ ١٨١.

(٢) "مرقاة المفاتيح" كتاب المناقب والفضائل، تحت ر: ٦٢٤٤، ١٠/ ٦١٣.

(٣) "المعجم الكبير" باب، ما أسند مَسلمة بن مخلّد، ر: ١٠٦٥، ١٩/ ٤٣٩.

سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے حضرت مُعاویہ کے لیے دعا فرمائی: «اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ!»[1] "اے اللہ! مُعاویہ کو قرآن اور حساب کا علم عطا فرما"۔

ابو نُعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا مُعاویہ حلیمُ الطبع حساب دان تھے"[2]۔

کاتبِ رسول اور کاتبِ وحی

میرے محترم بھائیو! حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے، کہ رحمتِ عالمیان ﷺ نے آپ کو نہ صرف اپنا کاتب بنایا، بلکہ وحی لکھنے کی ذمہ داری بھی عطا فرمائی، "صحیح مسلم" میں بسندِ صحیح ہے کہ حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبئ اکرم ﷺ سے عرض کی کہ "کیا مُعاویہ کو آپ اپنا کاتِب بنائیں گے؟ نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «نَعَمْ»[3] "جی ہاں!"۔

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سیّدنا ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے ایک اَور روایت میں ہے: «وَكَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ»[4] "امیر مُعاویہ کاتبِ وحی تھے"۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کے بارے میں امام ذَہبی فرماتے ہیں: "وقد صحّ عن ابن عبّاس رضي الله تعالى عنهما"[5] "کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو یہ

---

(١) المرجع نفسه، ر: ١٠٦٦.

(٢) انظر: "الإصابة في تمييز الصحابة" معاوية بن أبي سفيان رضي الله تعالى عنه، تحت ر: ٨٠٨٧، ٦/ ١٢٠.

(٣) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب فضائلِ أبِي سفيان بن حَرْبٍ رضي الله تعالى عنه، ر: ٦٤٠٩، صـ١١٠١.

(٤) "دلائل النُبوّة" للبَيهقي، باب ما جاء في دعائه صلى الله تعالى عليه وسلم على مَن أكل بشماله، ٦/ ٢٤٣.
و"تاريخ الإسلام" للذَهبي، حرف الميم، معاوية بن أبي سفيان رضي الله تعالى عنهما، ٢/ ٥٤٠.

(٥) "تاريخ الإسلام" حرف الميم، معاوية بن أبي سفيان رضي الله تعالى عنهما، ٢/ ٥٤٠.

روایت ہے وہ صحیح ہے"۔

سندِ حَسن سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں:

«أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ»[1] "مُعاویہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھ کر لکھا کرتے تھے"۔

سنّتِ رسول سے محبت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رحمتِ عالمیان ﷺ کی سنّت سے بڑی محبت کیا کرتے، اور اپنے عمل کو سنّتِ رسول کے مطابق ڈھالنے کی پوری کوشش فرماتے، یہی وجہ ہے کہ امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نماز کی ادائیگی کا طریقہ حضور سرورِ کونین ﷺ کی نماز سے بہت مُشابہت رکھتا تھا، سندِ صحیح سے روایت ہے، حضرت ابو الدرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: «مَا رَأَيْتُ أَحَداً بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، مِنْ أَمِيرِكُمْ هَذَا، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ»[2] "میں نے امیر مُعاویہ سے بڑھ کر، کسی کو حضور ﷺ کے مُشابہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا!" اور یہ چیز بغَور مشاہدہ اور حددرَجہ محبتِ رسول کے سبب ہی ممکن ہے!۔

---

(١) "المعجم الكبير" عبد الله بن عَمرو بن العاص، ر: ١٤٤٤٦، ١٣/ ٥٥٤. و"مجمع الزوائد" كتاب المناقب، باب ما جاء في معاوية بن أبي سفيان رضي الله تعالى عنهما، ر: ١٥٩٢٤، ٩/ ٤٤١. [قال الهيثمي:] "رواه الطَبَراني وإسنادُه حَسن".

(٢) "مُسند الشّاميين" سعيد بن عبد العزيز عن إسماعيل بن عبَيد الله، ر: ٢٨٢، ١/ ١٦٨. و"مجمع الزوائد" باب ما جاء في معاوية بن أبي سفيان رضي الله تعالى عنهما، ر: ١٥٩٢٠، ٩/ ٤٤٠. [قال الهَيثمي]: "رواه الطَبَراني ورِجالُه رجالُ الصّحيح، غير قيس بن الحارث المذحجي، وهو ثقة".

صاحبِ علم اور فقیہِ مجتہد صحابئ رسول

برادرانِ اسلام! حضرت سیّدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صاحبِ علم اور فقیہِ مجتہد صحابئ رسول ہیں، "صحیح بخاری" میں حضرت ابن ابی ملیکہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی سے روایت ہے، کہ سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا کہ آپ امیر مُعاویہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: «إِنَّهُ فَقِيهٌ!»[1] "بلاشبہ وہ ایک فقیہ (مجتہد) ہیں!"۔

لشکرِ مُعاویہ جنّت کی خوشخبری کا مِصداق ٹھہرا

حضراتِ محترم! قُسطنطینیہ (موجودہ ترکی) پہلے عیسائیوں کے قبضے میں تھا، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہاں جاکر جہاد کرنے والے پہلے لشکر کے لیے جنّت کی بشارت دی، حضرت سیّدہ اُمِّ حرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: «أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ البَحْرَ، قَدْ أَوْجَبُوا» "میری امّت کا پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا، اس پر جنّت واجب ہے"۔ امِّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: کیا میں اُس لشکر میں ہوں گی؟ فرمایا: «أَنْتِ فِيهِمْ» "ہاں تم بھی اُن میں ہوگی"۔ پھر نبئ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ، مَغْفُورٌ لَهُم» "میری امّت کا وہ گروہ جو سب سے پہلے شہرِ قیصر جاکر جہاد کرے گا، اس کی بخشش کردی جائے گی" میں نے پوچھا: کیا میں اُس گروہ میں ہوں گی؟ فرمایا: «لَا» "نہیں"[2]۔

اور "صحیح بخاری" کی روایت ہے: "حضرت سیّدہ امِّ حرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اپنے شَوہر حضرت سیّدنا عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ جہاد کے لیے نکلیں، اور یہ وہ پہلا

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب أصحاب النّبي صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم، باب ذكر معاوية، ر: ٣٧٦٥، صـ٦٣٣.

(٢) المرجع نفسه، باب ما قيل في قتال الروم، ر: ٢٩٢٤، صـ٤٨٣.

لشکر تھا جو حضرت امیر مُعاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے حکم سے شہرِ قیصر (قسطنطینیہ، موجودہ تُرکی استنبول) کی طرف جہاد کے لیے نکلا تھا"[1]۔

صحابیت سے بڑھ کر اَور کیا بزرگی ہو سکتی ہے؟!

حضراتِ گرامی قدر! صحابیت ایک ایسا شرف ہے کہ بڑے سے بڑا تابعی بزرگ بھی کسی عام صحابئ رسول کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، مشہور محدِّث حضرت عبد اللہ بن مبارک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے سوال ہوا، کہ حضرت مُعاویہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "الغبارُ الذي دخلَ في أنف فرسِ مُعاويةَ مع النّبي ﷺ، خيرٌ مِن مثلِ عُمرَ بن عبد العزيز"[2] "رسول اللہ ﷺ کی رَفاقت میں حضرت امیر مُعاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے گھوڑے کی ناک میں جو غُبار داخل ہوا، وہ بھی عمر بن عبد العزیز جیسے حضرات گرامی سے افضل ہے"؛ کیونکہ امیر مُعاویہ صحابئ رسول ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نمازیں ادا کی ہیں، اس سے بڑھ کر اَور کیا بزرگی ہو سکتی ہے؟!

سیّدنا امیر مُعاویہ کی اہلِ بیت سے والہانہ محبت

عزیزانِ مَن! سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اہلِ بیت اَطہار سے انتہائی والہانہ محبت وعقیدت کے جذبات رکھتے تھے، اور ان کی تعظیم وتوقیر میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے! اہل بیت کِرام سے ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ امام ابو بکر محمد بن حسین آجرّی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے، اپنی کتاب "الشريعة" میں اس پر ایک مستقل باب باندھا، اور اس کا نام رکھا: "باب ذكر تعظيم مُعاوية لأهل بيت رسول الله ﷺ، وإكرامه

---

(١) المرجع السابق، كتاب الجهاد والسِير، ر: ٢٨٠٠، صـ٤٦٤.

(٢) "مرقاة المفاتيح" شرح مقدّمة المشكاة، ١/ ٨٣.

إِيّاهم"[1] "اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرزِ عمل کا بیان"۔

صرف یہی نہیں بلکہ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صُلح نامہ کی شرائط کی پابندی کرتے ہوئے سیّدنا امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں، پابندی سے مقرّرہ وظیفہ بھی پیش کیا کرتے۔ حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہما اپنے والد سے بیان کرتے ہیں: "إنّ الحسنَ والحسينَ كانَا يَقبلانِ جوائزَ مُعاويةَ"[2] "سیّدنا امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امیر مُعاویہ کی طرف سے ملنے والا وظیفہ قبول فرمایا کرتے تھے"۔

حضرت امام شَعبی رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذَکوان نامی اپنے ایک غلام کے ہمراہ، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، اُس وقت امیر مُعاویہ کے پاس قریش کا ایک وفد موجود تھا، جس میں حضرت سیّدُنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی محبّت اور خوش دلی سے سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا، اور انہیں اپنی نشست پر بٹھایا"[3]۔

امام زُہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید کر دیے گئے، تو سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے، حضرت مُعاویہ نے ان سے کہا: «لَوْلَمْ يَكُنْ لَكَ فَضْلٌ عَلَى يَزِيد، إِلَّا أَنَّ أُمَّكَ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَأُمَّهُ امْرَأَةٌ مِنْ كَلْبٍ، لَكَانَ لَكَ عَلَيْهِ فَضْلٌ، فَكَيْفَ

---

(١) "الشّريعة" للآجرّي، كتاب فضائل معاوية بن أبي سفيان، ٥/ ٢٤٦٨.

(٢) "شرح أصول اعتقاد أهل السُنّة والجماعة" سياق ما روي عن النّبي صلى الله تعالى عليه وسلم في فضائل أبي عبد الرّحمن معاوية بن أبي سفيان، ر: ٢٧٨٢، ٨/ ١٥٣٠.

(٣) "العِقد الفريد" للأندلُسي، كتاب المجنبة في الأجوِبة، مجاوبة بني هاشم وبني عبد شمس لابن الزبير، الحسين ومُعاوية، ٤/ ٩٩.

وَأُمُّكَ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ»[1] "آپ کی والدہ قرشی ہیں، اور یزید کی ماں بنی کلب سے ہے، یہی بات یزید پر آپ کی فضیلت کے لیے کافی تھی، حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ تو صرف قرشی ہی نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی شہزادی بھی ہیں (یعنی سیّدہ فاطمہ، پھر آپ کے آگے یزید کی کیا حیثیت ؟!)"۔

لہذا امام حسن وحسین اور اہل بیت اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایسی تعظیم وتوقیر اور محبت کے باوُجود، خاندانِ اہلِ بیت کو بنیاد بنا کر حضرت امیر مُعاویہ پر مختلف قسم کی تہمتیں لگانا، انتہائی ناانصافی ہے!۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "جاننا چاہیے کہ حضرت امیر مُعاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ایسے شخص تھے جو اصحابِ رسول میں سے تھے، اور زُمرۂ صحابہ میں بڑے صاحبِ فضیلت تھے، تم کبھی ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا، اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا، ورنہ تم حرام کے مرتکِب ہوگے!"[2]۔

سیّدنا مُعاویہ نبئ کریم ﷺ کے سُسرالی رشتہ دار ہیں

جانِ برادر! حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبئ کریم ﷺ کے سُسرالی رشتہ دار ہیں، اور رسولِ اکرم ﷺ کے سُسرالی رشتہ داروں کے خلاف طعن وتشنیع، رحمتِ الٰہی سے دُوری کا باعث ہے، اُم المؤمنین حضرت سیّدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رشتے میں حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن، اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں، لہذا اپنے دل میں حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بُغض رکھنا،

---

(١) "الشريعة" كتاب فضائل معاوية بن أبي سفيان، باب ذكر تعظيم معاوية لأهل بيت رسول الله ﷺ وإكرامه إيّاهم، ر: ١٩٦١، ٥/ ٢٤٦٩. وإسنادُه حسنٌ.

(٢) "اِزالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" فصل ۵ بیانِ فتن، مقصد اوّل، تنبیہ سوم ۳، ۱/۱۴۶۔

رحمتِ الٰہی سے دُوری اور فرائض وواجبات کی قبولیت میں رکاوٹ کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عُوَیم بن ساعدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: «إنّ اللهَ تبارك وتعالى اختارَنِي واختارَ بِي أصْحاباً، فَجَعَلَ لي منهمْ وُزَراءَ وأنصاراً وأصهاراً، فَمَن سَبَّهُمْ فَعلَيه لَعْنَةُ الله والمَلائِكَةِ والنّاسِ أجْمَعِينَ! لَا يَقبَلُ اللهُ منهُ صَرفاً وَلَا عَدلاً!»[1] "اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا، اور میرے لیے میرے اصحاب کا انتخاب فرمایا، اور ان میں میرے لیے وزراء، سُسرالی رشتہ دار اور مددگار بنائے، توجو انہیں گالی دے (بُرا کہے) اُس پر اللہ کی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے! اللہ تعالی اس سے نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ کوئی نفل!" ؏

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
اُن سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام[2]

امیر مُعاویہ نے حضرت علی کا دِفاع کیا

حضراتِ ذی وقار! حضرت سیّدُنا علی المرتضٰی اور حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کے مابین اختلاف، علمی اور اجتہادی نَوعیت کا تھا، یہی وجہ ہے کہ "جب قیصرِ رُوم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعض مفتوحہ علاقوں پر قبضہ کرنے

---

(1) "السُنّة" لابن أبي عاصم، باب في ذكر الرافضة أذلّهم الله، ر: ١٠٠٠، الجزء: ٢، صـ٤٨٣. و"المعجم الكبير" عويم بن ساعدة الأنصاري، ر: ٣٤٩، ١٧/ ١٤٠. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر عويم بن ساعدة، ر: ٦٦٥٦، ٦/ ٢٣٧٧، ملتقطاً. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه". [وقال الذَهبي:] "صحيح".

(2) "حدائقِ بخشش" حصّہ دُوم ۲، مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، صـ۳۱۳۔

کے لیے اُن سے جنگ کا ارادہ کیا، تو اس پر حضرت امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رُوم کے بادشاہ کو ایک دھمکی آمیز خط میں فرمایا: "والله لَئِن لم تنتهِ وتَرجع إلى بلادِك يا لعين! لأصطلحنَّ أنا وابنُ عمّي عليك! ولأخرجنّك من جميع بلادِك! ولأضيقنّ عليك الأرضَ بما رحُبتْ". "اے لعین! مجھے اپنے رب تعالی کی قسم! اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا، اور اپنے مُلک کی طرف واپس نہ لَوٹا، تو میں اور میرے چچا زاد بھائی (حضرت علی) تیرے خلاف صُلح کر لیں گے! پھر تجھے تیرے ہی ملک سے نکال بھگائیں گے! اور اس زمین کو اس کی وُسعتوں کے باوُجود تجھ پر تنگ کر کے رکھ دیں گے!"۔(حضرت امیر مُعاویہ کے اس حکمت آمیز خط کا خاطر خواہ اثر ہوا) اور رُومیوں کے بادشاہ کو حملہ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی[1]۔

غور وفکر کا مقام ہے کہ حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ اور حضرت امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے مابین، اگر ذاتی نَوعیت کی رنجش ہوتی، یا اقتدار کا جھگڑا ہوتا، تو حضرت امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رُومی بادشاہ کو جنگ سے باز رہنے کے لیے ہرگز خبردار نہ کرتے! حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا باہمی تعاوُن پر مبنی یہ طرزِ عمل، اُن کے محبت بھرے برادرانہ تعلق پر واضح دلیل ہے!!"[2]۔

ہم کسی صحابی کا ذکر بھلائی کے سِوا نہیں کرتے

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! "حضرات صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم ایک ایسی مقدّس اور محترم جماعت کا نام ہے، جو مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ کی پوری امّت کے

---

(١) "البداية والنهاية" سنة ستّين من الهجرة النبَّوِيّة، ترجمة مُعاوية وذكر شيء من أيّامه وما ورد في مناقبه وفضائله، ٨/ ١٢٧.

(٢) "عظمت صحابہ واہل بیت کرام" باب ٣، فصل ٣، سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف سے حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا دِفاع، ص١٣٦۔

درمیان، اللہ رب العالمین کا مقرّر کردہ واسطہ (Source) ہیں، ان کی طرف غیر اجتہادی خطا کی نسبت کرنا قطعًا جائز نہیں؛ کیونکہ انہوں نے جو کیا وہ ایک اجتہاد تھا، اور ان کا مطلوب ومقصود صرف اللہ کی رضا تھی، وہ سب ہمارے امام ومقتدا ہیں، اور ہمیں یہ حکم ہے کہ ان کے مابین جو بھی اختلافات رُونما ہوئے، صحبت نبوی کے احترام میں ہم ان پر مکمل سُکوت اختیار کریں!۔

جہاں تک جنگِ جمل کا مُعاملہ ہے، تو درحقیقت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت دیگر صحابۂ کرام، جن میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن عوام اور ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے، کسی کے بھی اختیار میں نہیں تھا کہ وہ اس جنگ کو روک سکے، جبکہ یہ سب جلیل القدر صحابۂ کرام مسلمانوں کی خیر وبھلائی کے سوا کسی اَور چیز کے خواہاں ہرگز نہیں تھے!۔

اسی طرح جنگِ صفین میں امیر المؤمنین سیّدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے، اور خال المؤمنین سیّدنا مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد اگرچہ درست نہیں تھا، مگر اس اجتہادی لغزش کو بنیاد بنا کر، کسی بھی شخص کو اس بات کی شرعًا ہرگز اجازت نہیں کہ وہ ان کی شان میں نازیبا کلمات کہے، یا کسی قسم کی گستاخی کا مرتکِب ہو!"۔

سراج الاُمّہ، کاشف الغُمّہ، حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہم سارے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرتے ہیں، اور کسی بھی صحابی کا ذکر بھلائی کے سِوا نہیں کرتے![1]"[2]۔

---

(١) "الفقه الأكبر" مدارج الصحابة، صـ٥.

(٢) "عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کرام" مقدّمۃ الکتاب، صـ٦١۔

حضرت سیّدنا علی کا اجتہاد دُرست اور حق پر مبنی تھا

امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اہلِ سنّت اہلِ حق کا مذہب یہ ہے کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے ساتھ حُسنِ ظن رکھا جائے، اور ان کے باہمی اختلافات پر خاموشی اختیار کی جائے، ان کے باہمی قِتال وجِدال کی تاویل یوں کی جائے، کہ وہ اہل اجتہاد واہل تاویل تھے، انہوں نے یہ اختلاف معصیت اور محض دنیاوی غرض وحرص کی خاطر نہیں کیا، بلکہ ان دونوں گروہوں میں سے ہر ایک یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ شرعًا حق پر ہے، اور اس کا مخالف خطا پر ہے، اس صورت میں قِتال واجب تھا؛ تاکہ اللہ تعالی دونوں گروہوں میں فیصلہ فرمادے! ان میں سے بعض اپنے اجتہاد میں حق پر تھے اور بعض خطا پر، لیکن جو خطا پر تھے وہ بھی معذورِ شرعی تھے؛ کیونکہ مجتہد سے جب بھول چُوک سرزد ہو، تب بھی اُسے مجرِم نہیں ٹھہرایا جاتا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان جنگوں اور لڑائیوں میں حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اجتہاد مُصیب، درست اور حق پر مبنی تھا، اور یہی اہلِ سنّت کا مذہب ہے"[1]۔

بطورِ حاکم امیر مُعاویہ کی خدمات

میرے محترم بھائیو! حضرت سیّدنا امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ملکِ شام کا حاکم بنایا، آپ چالیس ۴۰ برس وہاں حاکم رہے، حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قِصاص کے مُعاملے میں اجتہادی اختلاف کی بناء پر، حضرت مُعاویہ کا امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اختلاف ہوا، باہم جنگیں بھی ہوئیں[2]،

---

(۱) "شرح صحيح مسلم" للنوَوي، كتاب الفِتن وأشراط السّاعة، الجزء: ۱۸، صـ۱۱.

(۲) علّامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "حضرات صحابۂ کِرام کے مابین جو جنگیں اور اختلافات واقع ہوئے، وہ استحقاقِ خلافت میں نہیں تھے، بلکہ اجتہادی بھول چُوک تھی"۔ ["شرح العقائد النَّسَفية" أفضل البَشر بعد نبيّنا صلى الله تعالى عليه وسلم، صـ۲۳۰].

لیکن حضرت سیّدنا امام حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہما نے آپ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوکر، آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے صلح کی اور اُمّت کو مزید تقسیم ہونے سے بچا لیا۔ نبیٔ غیب داں صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلَّم نے سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے اسی فیصلے کی پیشگی خبر دیتے ہوئے فرمایا: «إنّ ابنِي هذا سيِّدٌ، لعلّ اللهَ أنْ يُصلِحَ به بين فئتَين عظيمتَين من المسلمين!»[1] "میرا یہ بیٹا سیّد ہے (سیادت کا علمبردار ہے) میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اس کے باعث، دو۲ بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرادے گا!"[2]۔

علاوہ ازیں "اگر ان اختلافات سے قطع نظر کرکے دیکھا جائے، تو سیّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی اسلام کے لیے بڑی خدمات ہیں، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) سرکاری دستاویزات کو مُہر بند کرنے کا سلسلہ سیّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے شروع کیا[3]۔

(۲) غلافِ کعبہ کی تبدیلی کا حکم سب سے پہلے آپ نے دیا، آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے دَور سے قبل کعبۃ اللہ شریف پر غلاف پر غلاف چڑھائے جاتے تھے، لیکن انہیں اُتارا نہیں جاتا تھا[4]۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الصلح، باب قول النّبي صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلَّم للحسن بن علي رَضِيَ اللهُ تعالٰی عنهما، ر: ٢٧٠٤، صـ٤٤٢. و"سنن أبي داود" كتاب السُنّة، باب ما يدلّ على ترك الكلام في الفتنة، ر: ٤٦٦٢، صـ٦٥٩، ٦٦٠. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ٣٧٧٣، صـ٨٥٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسنٌ صحيح".

(٢) "فتاوی رضویہ" کتاب شتّی، رسالہ "اعتقاد الأحباب في الجميل والمصطفى والآل والأصحاب" عقیدہ سابعہ: مُشاجَرات صحابۂ کرام، ۱۸/۲۵۱-۲۵۳، ملتقطاً۔

(٣) "تاريخ ابن خلدون" بعث معاوية العمال الى الأمصار، بيعة يزيد، ٣/ ٢٤.

(٤) "تاريخ الخلفاء" عهد بني أمية، معاوية بن أبي سفيان، صـ١٥٣.

(۳) بیعت لیتے وقت قسم لینے کا طریقہ سب سے پہلے حضرت سیّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شروع کیا[1]۔

(۴) امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دَور میں متعدِّد فُتوحات ہوئیں جن میں ودّان، سوڈان، قیقان، غذامس، افریقہ، قوہستان، بلادِ رُوم اور بلادِ سجستان وغیرہ کے مزید علاقوں کی فُتوحات[2] خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں"[3]۔

وصال شریف

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات ۲۲[4] رجب المرجّب ۶۰ ہجری میں ہوئی[5]، آپ نے ۷۸ سال کی عمر پائی، اور وقتِ وفات یہ وصیت فرمائی کہ "میرے پاس نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کچھ ناخن مبارک ہیں، وہ بعدِ غسل میری آنکھوں پر رکھ دیے جائیں، اور حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چادر مبارک اور قمیص شریف ہے، مجھے حضور سیّدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قمیص میں کفن دینا، پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا"[6]۔

---

(۱) المرجع نفسه.

(۲) "تاريخ ابن خلدون" بعث معاوية العمال الى الأمصار، صوائف الشام، ۳/ ۱۱، ۱۲. و"تاريخ الخلفاء" عهد بني أمية، معاوية بن أبي سفيان، صـ۱٤۹، ۱٥۰.

(۳) دیکھیے: "عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کرام" باب ۸، فصل ۶، سیّدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بحیثیت خلیفہ خدمات اور کارنامے، صـ۳۲۱۔

(۴) حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تاریخِ وفات میں متعدّد اقوال ہیں، یکم، چار ۴، پندرہ ۱۵، پچیس ۲۵ اور چھبیس ۲۶ رجب المرجّب کی روایات بھی موجود ہیں، لیکن قولِ مشہور کے مطابق آپ کی تاریخِ وصال ۲۲ رجب المرجب ہے۔

(٥) انظر: "الاستيعاب في معرفة الأصحاب" ر: ۲٤۳٥ – معاوية بن أبي سفيان، ۳/ ۱٤۱۸. و"تاريخ الطَبَري" ذكر وفاة معاوية بن أبي سفيان رَضِيَ اللهُ عَنهُ، ٥/ ۳۲٤.

(٦) "تطهير الجنان واللسان" لابن حجر الهيتمي، الفصل ۲ في فضائله ومناقبه ...إلخ، صـ۲۸.

دعا

اے اللہ! حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجات بلند فرما، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی اور تمام اہلِ بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ادب، احترام اور تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرما، ان حضراتِ مقدّسہ کے نقشِ قدم کی پیروی کی سعادت عطا فرما، ان کے صدقے ہماری بھی بخشش و مغفرت فرما، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بُغض و عناد رکھنے والوں، اور انہیں سبّ وشتم کرنے (بُرا بھلا کہنے) والوں کی صحبت وشُرور سے بچا، اور تمام مسلمانوں کو رافضیت، تفضیلیت، ناصبیت، خارجیت سمیت ہر طرح کی بدمذہبی اور بدعقیدگی سے محفوظ ومامون فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.